رجسٹرڈ ایل ۔ ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۔ ۸۳۵

قادیان

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر : غلام نبی

قیمت ایک آنہ

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ششماہی اندرون ہند ۸؍
قیمت ششماہی بیرون ہند ۹؍

جلد ۲۳	۸ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ	یوم شنبہ	مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۵ء	نمبر ۵۹

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ ستمبر ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے ۔

حضرت ام المومنین کی طبیعت ناساز ہے ۔ تکان اور سر میں درد ہے ۔ احباب صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں ۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بوجہ تکلیف کی وجہ سے صاحب فراش ہیں ۔ علاوہ اس کے دائیں بازو میں لکھتے وقت تکلیف ہوتی ہے ۔ احباب درد دل سے ان کے لئے سلسلہ دعا جاری رکھیں ۔ آپ فرماتے ہیں ۔ اب میں بستر میں پڑا دوستوں کا یہی کام کر سکتا ہوں ۔ کہ ان کے لئے دعا کروں ۔ جو تحریر فرمائینگے ان کے لئے خاص طور پر دعا کرتا رہوں گا ۔

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے مہاشہ محمد عمر صاحب کو اجیرہ ضلع ہوشیارپور بغرض تربیت بھیجا گیا ہے ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جماعت کو صبر کی تلقین

دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں ۔ کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں ۔ کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو ۔ اور گالیاں سُنکر بھی صبر کرو ۔ بدی کا جواب نیکی سے دو ۔ اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو ۔ تو بہتر ہے ۔ کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ ۔ اور نرمی سے جواب دو ۔ بارہا ایسا ہوتا ہے ۔ کہ ایک شخص بڑے جوش کے ساتھ مخالفت کرتا ہے ۔ اور مخالفت میں وُہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا ۔ تو خود اُسے شرم آجاتی ہے ۔ اور وُہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں ۔ کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو صبر کا ہتھیار ایسا ہے ۔ کہ توپوں سے وُہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے ۔ صبر ہی ہے ۔ جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے ۔

(الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء)

پنجاب کے بعض حلقوں کے لئے مرکزی لیگ لاہور

کی طرف سے

انسپکٹروں کا تقرر

مرکزی لیگ لاہور کی طرف سے مندرجہ ذیل علاقوں کے لئے پانچ انسپکٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ جن کا کام ان علاقوں میں دورہ کرکے نیشنل لیگوں کے قیام اور قائم شدہ لیگوں کی تنظیم ہوگا۔ ان کو ان کے کام کے متعلق ہدایات دے دی گئی ہیں۔ جن پر وہ کاربند رہیں گے۔ مگر ممکن ہے بعض مقامی حالات کی وجہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے احکام کے ماتحت مقامی احباب ان کو کچھ مزید مشورہ دینے کی ضرورت محسوس کریں۔ ان حالات میں انسپکٹر صاحبان ان مشوروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ امید ہے۔ کہ جن جن علاقوں میں یہ انسپکٹر صاحبان پہنچیں گے۔ وہاں کے احباب ان سے تعاون کرکے ہمیں ممنون فرمائیں گے۔ انسپکٹر صاحبان کے نام ایک یا دو دن کے بعد شائع کر دیئے جائیں گے۔ اور یہاں سے بھیجتے وقت ان کو تعارفی خطوط دے دیئے جائیں گے۔

(۱) اضلاع سیالکوٹ اور امرتسر کے لئے۔
(۲) اضلاع جہلم۔ گجرات اور گوجرانوالہ کے لئے۔
(۳) اضلاع لائلپور۔ شیخوپورہ اور جھنگ کے لئے۔
(۴) اضلاع لاہور۔ فیروزپور اور جالندھر کے لئے۔
(۵) اضلاع ہوشیارپور اور لدھیانہ کے لئے۔

نیز ایک ہفتہ کے اندر اندر میں خود بھی انشاء اللہ تعالےٰ صوبہ سرحد کے دورہ کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔ صوبہ سرحد کے پانچوں ضلعوں کے دوست آگاہ رہیں۔

خاکسار ۔ قریشی محمد صادق شبنم بی-اے سکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور

جلسہ سالانہ کیلئے دیگوں کی پانچویں قسط

خدا تعالےٰ کا رحم اور غریب نوازی ہمارے شامل حال ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کے لئے دیگوں کا مطالبہ روز بروز پورا ہو رہا ہے۔ جن احباب نے ابھی اس کار خیر میں حصہ نہیں لیا۔ وہ فوراً متوجہ ہوں۔ ۔ پانچویں قسط میں حصہ لینے والوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	دیگ کا وعدہ کرنیوالے کا نام	تعداد دیگ	کس شخص کیطرف سے دی گئی	کیفیت
۱۵	سید احمد شاہ صاحب کھاریاں	ایک عدد	اپنی ہمشیرہ مرحومہ کو ثواب پہنچانے کے لئے۔	نقد روپیہ وصول ہو گیا ہے یہ نام غلط چھپ گیا تھا اب درستی کی جاتی ہے۔
۱۶	خانصاحب برکت علی صاحب شملوی نائب ناظر قادیان	ایک عدد	اپنی اور اپنی اہلیہ صاحبہ کی طرف سے	نقد روپیہ وصول ہو گیا ہے
۱۷	ہمشیرہ صاحبہ صوفی غلام اللہ صاحب لاہور	ایک عدد	اپنی ہمشیرہ مرحومہ محمودہ بیگم صاحبہ کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے	نقد روپیہ وصول ہو گیا ہے

اسی میں سے اب ۲۸ دیگوں کا مطالبہ باقی ہے۔ امید ہے۔ کہ بقیہ تعداد عنقریب پوری ہو جائیگی احباب توجہ فرمائیں۔ اور ایک دوسرے کو تحریک کریں۔ بالخصوص سکرٹری صاحبان اور جماعت کے عہدہ داروں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کی ہمہ تن کوشش کریں۔ علاوہ ازیں میں لجنات اماء اللہ کو تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے اس نوٹ کو پڑھ کر یہ کوشش کریں۔ کہ اپنی اپنی لجنہ کی طرف سے ایک ایک دیگ جلسہ سالانہ کے لئے بنوا دیں جس پر ان کی لجنہ کا نام کندہ کرایا جائیگا ایک دیگ جسکا وزن ایک من پختہ ہوتا ہے پچاس روپیہ میں بنتی ہے۔ تمام رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۵ ستمبر ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنے والوں کے نام

ذیل کے اصحاب نے بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے۔

۱	مسٹر پی۔ ایم علی کویا۔ مالابار	۵	سردار خان صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
۲	محمد دین صاحب۔ ضلع سیالکوٹ	۶	اسماعیل صاحب "
۳	شرف دین صاحب "	۷	تاج دین صاحب "
۴	نذیر احمد صاحب "	۸	عبد الرحمٰن صاحب نمبردار ضلع سرگودھا

"زمیندار" کے نامہ نگار ٹانڈہ کی شرمناک دروغ بیانی

اخبار "الفضل" ۲۰ جولائی میں میرا ایک مراسلہ بعنوان "جماعت احمدیہ ٹانڈہ پر دردناک مظالم" شائع ہوا تھا۔ جس میں واقعات کی بناء پر ثابت کیا گیا تھا۔ کہ بعض کینہ ور اور بداندیش لوگ مذہب کی آڑ لے کر ہمارے خلاف اپنی دیرینہ عداوت اور کینہ نکالنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

میرے اس مراسلہ کے جواب میں "زمیندار" ۱۹ جولائی میں نام نہاد انجمن اصلاح المسلمین کے سکرٹری کا مکتوب شائع ہوا ہے۔ جس میں مفروضہ سکرٹری نے بجائے اس کے کہ میرے نفس [illegible] نہایت شرمناک اتہام طرازی سے کام لیا ہے۔

میں "زمیندار" کے مکذب نامہ نگار کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ میری کسی اخلاقی یا سیاسی جرم میں سزایابی ثابت کر دے۔ تو میں اسے دو سو روپیہ نقد انعام دوں گا۔ نیز اگر وہ یہ ثابت کر دے۔ کہ دس گیارہ سال قبل جب۔ کہ میں محکمہ امداد باہمی میں بطور امیدوار انسپکٹر ملازم ہوا تھا۔ مجھے کسی بد اخلاقی یا بددیانتی کی بناء پر علیحدہ کیا گیا تھا۔ تو سو روپیہ پیش کروں گا۔ نامہ نگار نے میرے متعلق یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مرکز سلسلہ احمدیہ سے مجھے خدمات کے صلہ میں ۲۰ روپیہ ماہوار بطور معاوضہ ملتے ہیں۔ اس کے متعلق بھی میں چیلنج کرتا ہوں۔ کہ اگر دروغگو نامہ نگار یا اور کوئی شخص یہ ثابت کر دے۔ تو مزید سو روپیہ نقد انعام حاصل کر سکتا ہے۔ اگر نامہ نگار کسی بات کے لئے تیار نہ ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے عذاب سے ڈرے۔ جو کذابوں کے لئے ازل سے مقدر ہے۔ "زمیندار" کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ بازاری اور کمینہ لوگوں کی سراسر جھوٹی مراسلات جن سے ان کی غرض شریف لوگوں کو بدنام کرنا ہوتی ہے۔ بغیر سوچے سمجھے شائع نہ کر دیا کرے ورنہ اس کا اسے خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

خاکسار ملک نور الٰہی سکرٹری جماعت احمدیہ ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

مسجد شہید گنج کا انہدام اور موجودہ قانون

اپنی خاص اغراض کے ماتحت احرار نے مسجد شہید گنج کے تحفظ سے مسلمانوں کو باز رکھنے کے لئے جن حیلہ سازیوں - اور فریب کاریوں سے کام لیا - ان میں سے ایک یہ بھی تھی - کہ انہوں نے قانون دانی صرف اپنے لئے ہی مخصوص قرار دے کر یہ بات مسلمانوں کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی - کہ مسجد شہید گنج کے تحفظ کے لئے کسی قسم کی کوشش کرنا اپنے ہاتھوں اپنے لئے انتہائی ذلت اور رسوائی کے سامان مہیا کرنا ہے - کیونکہ قانون سے مدد لینے کے سوا - اور تو کوئی صورت اس کی حفاظت کی ہو ہی نہیں سکتی - اور قانون کی یہ حالت ہے - کہ وہ مسلمانوں کی دادرسی سے قطعاً قاصر ہے - اور کلیۃً سکھوں کی حمایت میں ہے چنانچہ احرار کے سب سے بڑے مقنن چودھری افضل حق نے جو پولیس کے جلیل القدر عہدہ سب انسپکٹری پر فائز رہ کر اپنی قانون دانی کا سکہ تمام ہندوستان میں بٹھا چکے ہیں - اعلان کر دیا کہ

"مسجد پر انقلاب سلطنت کے وقت سے سکھوں کا قبضہ ہے مسلمان بدقسمتی سے پے در پے مقدمات ہار چکے ہیں - اس لئے اس کو قومی سوال بنایا گیا - تو قوم کی قوم کو ذلت کا سامنا ہو گا - **قانون سکھوں کے حق میں ہے**"

گویا احرار کے نزدیک حکومت کے موجودہ قانون میں اس بات کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں - کہ مسلمان مسجد شہید گنج کی حفاظت کے لئے چارہ جوئی کر سکیں اس میں مسلمانوں کا ہاتھ ڈالنا اور اسے قومی سوال بنانا سوائے ذلت اور رسوائی کے کوئی نتیجہ نہیں پیدا کر سکتا - احرار کی قانون دانی سے تو سارا زمانہ واقف ہے ہی - اور ان کے ایک اور قانون دان مسٹر مظہر علی اظہر کی عدالت میں مٹی پلید ہوتی ہم بچشم خود دیکھ چکے ہیں باوجود اس کے اس زور اور وثوق کے ساتھ اور اتنے اہم معاملہ کے متعلق جس سے تمام مسلمانوں کے مذہبی جذبات وابستہ ہیں یہ کہنا کہ قانون مسلمانوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا کیونکہ وہ سکھوں کے حق میں ہے - ظاہر کرتا ہے کہ یہ کسی کا پڑھایا ہوا سبق تھا - جو احراری طوطوں کے مونہہ میں ڈال کر مسلمانوں کو سنایا گیا - ورنہ احرار کو قانون دانی سے کیا نسبت -

پھر جبکہ قانون دان اصحاب نے ثابت کر دیا ہے - جیسا کہ ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب کے بیان سے ظاہر ہے - کہ قانون کے متعلق احرار نے جو اعلان کیا - وہ سراسر غلط - اور محض دھوکہ بازی تھی - تو یہ خیال اور بھی پختہ ہو جاتا ہے - کہ احرار نے جو کچھ کیا - مسلمانوں کو مایوس کر کے بے دست و پا بنانے کے لئے کیا - اور کسی کا آلہ کار بن کر کیا -

پھر یہ بات بھی حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے - کہ حکومت نے بھی مسجد کو انہدام سے محفوظ نہ رکھ سکنے کے متعلق یہی عذر پیش کیا - کہ از روئے قانون ایسا نہیں کیا جا سکتا تھا - سکھ اس پر قابض تھے - عدالتیں اس مسجد کو سکھوں کی ملکیت قرار دے چکی تھیں - پھر ان کو منہدم کرنے سے کیونکر روکا جا سکتا تھا -

اس کے متعلق اگرچہ عقلی اور نقلی طور پر نہایت وزنی - اور اہم سوالات اٹھائے جا چکے ہیں - اتنے اہم کہ حکومت کے لئے ان سے عہدہ برآ ہونا آسان نہیں - مگر ڈاکٹر عالم صاحب نے قانونی رنگ میں نہایت قابلیت کے ساتھ یہ بات واضح کر دی ہے کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۵ کے رو سے مسجد شہید گنج کو منہدم ہونے سے بچانے کی کارروائی کی جا سکتی تھی - اور ضرور کرنی چاہیئے تھی اور اب بھی منہدم کرنے والوں کے خلاف اس دفعہ کے ماتحت کارروائی کی جا سکتی ہے -

معلوم نہیں - حکومت نے ابھی تک اس معاملہ کی اہمیت کو نہیں سمجھا - یا کیا وجہ ہے کہ اس کا اس بارے میں رویہ سخت مایوس کن ہے - وہ طاقت اور قوت کے ذریعہ مسلمانوں کی زبانیں بند کر سکتی ہے - ان کی قلمیں توڑ سکتی ہے - انہیں گھروں میں بند رہنے پر مجبور کر سکتی ہے لیکن شہید گنج کے المناک واقعہ کی وجہ سے ان کے دلوں میں غم و غصہ کی جو لہر پیدا ہو چکی ہے - اور جس کا باعث اس کی اس وقت تک کی غلط حکمت عملی ہے - اسے نہیں روک سکتی - تاوقتیکہ عدل و انصاف کے ذریعہ انہیں مطمئن نہ کرے حکومت کو ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب ایسے ذمہ وار لیڈر کے ان الفاظ کو وہی وقعت دینی چاہیئے - جس کے یہ مستحق ہیں - کہ

"مجھے بے باکانہ طور پر یہ حق بات کہہ دینی چاہیئے - کہ آج حکومت نے ہر مسلمان کے دل کو اس قدر صدمہ پہنچایا ہے - اور اس کے جذبات کی اتنی بے حرمتی کی ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کی تھی"

کیا حکومت سمجھتی ہے - کہ مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہونا اس کے مصالح ملکی کے لحاظ سے مفید ہو سکتا ہے - اگر نہیں تو اب بھی وقت ہے - کہ مجرمین کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے - تاکہ مسلمانوں کے اطمینان کی صورت پیدا ہو - احرار کی شروع سے یہی کوشش رہی ہے - کہ شہید گنج کے واقعہ کی اہمیت کو حکومت کی نظروں میں گرایا جائے - اور اسے یہ بتایا جائے - کہ چند شوریدہ سروں کے سوا باقی مسلمان بالکل مطمئن ہیں - اور وہ اس ایجی ٹیشن سے کسی قسم کا واسطہ نہیں رکھتے - اور اب بھی وہ یہی کہتے چلے جا رہے ہیں - لیکن اگر ایوان حکومت تک مسلمانوں کی آواز براہ راست نہیں پہنچ سکتی - تو وہ اپنے خاص ذرائع سے اس وقت تک معلوم کر چکی ہو گی - کہ اس حادثہ کے اثرات دور تک پھیل رہے ہیں - اور یہ معاملہ روز بروز زیادہ اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے - ان حالات میں مناسب یہی ہے - کہ حکومت اپنی پوزیشن پر پھر غور کرے -

حکومت پنجاب کے نہیں بلکہ بعض حکام

جماعت احمدیہ کے خلاف احرار کی فتنہ انگیزیوں اور شرارت خیزیوں کے سلسلہ میں جب ہم یہ کہتے ہیں - کہ حکومت پنجاب کے بعض حکام کے رویہ سے انہیں تقویت حاصل ہو رہی ہے - اور احرار ان کے سہارے سب کچھ کر رہے ہیں - تو احرار نواز حلقوں میں اس پر مضحکہ اڑایا جاتا - اور خوشی و مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے - لیکن اسی قسم کے نہیں - اس سے بہت کم درجہ کے واقعات نہیں - بلکہ ایک ہی واقعہ مسلمانوں کو پیش آیا - تو وہ خود حکومت پنجاب کو کوسنے لگ گئے - چنانچہ اخبار "احسان" (۳۰ اگست) نے "حکومت پنجاب کے تدبر کا دیوالہ" کے عنوان سے ایک مضمون لکھ کر بتایا ہے - کہ

"ہر شکل میں حکومت پنجاب کے ارکان میں تدبر کا فقدان ثابت ہے - اور معلوم ہوتا ہے - کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں آج کل صوبہ پنجاب کے نظم و نسق کی کلیدیں دی جا چکی ہیں - وہ قانون کو سمجھنے کی اہلیت سے یکسر کورے ہیں - یا سکھوں کی ناز برداری کو اس حد تک دوست رکھتے ہیں - کہ انہیں قانون اور ماحول کی مقتضیات کی مطلقاً پروا نہیں ہوتی"

ان الفاظ کا صاف اور کھلا ہوا مطلب یہ ہے - کہ حکومت پنجاب کے ارکان یا تو قانون کو سمجھنے کی اہلیت سے عاری ہیں یا اپنے مصالح کی خاطر ایک فریق کی طرف اس قدر جھک گئے ہیں - کہ قانون اور ماحول کی انہیں کچھ پروا نہیں - ان دونوں صورتوں

میں سے کوئی سی درست مان لی جائے وُہ نہ صرف ہمارے نظریہ کی تائید کرتی ہے بلکہ اس سے بہت زیادہ تشویشناک حالت پیش کرتی ہے۔ کیونکہ ہم حکومتِ پنجاب کے اُن تمام ارکان کے متعلق نہیں کہتے۔ ”جن کے ہاتھ میں آج کل صوبۂ پنجاب کے نظم ونسق کی کلیدیں دی جا چکی ہیں“ بلکہ صرف بعض حکام کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ وہ احرار کی ناز برداری کو اس حد تک دوست رکھتے ہیں۔ کہ انہیں قانون اور انصاف کی مقتضیات کی مطلقاً پروا نہیں ہوتی اب جو لوگ ارکانِ حکومت پنجاب کے متعلق سکھوں کے بارے میں خود یہ کہہ رہے ہیں۔ وہ اس بات کا کیونکر انکار کر سکتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ بعض حکام کے متعلق اسی خیال کے اظہار میں حق بجانب نہیں

مجلس احرار ”بونگا“ کانفرنس ہے

احرار نے مسٹر گابا کے ساتھ جو غیر شریفانہ اور غیر مہذبانہ سلوک کیا۔ وہ ان کی مسجد شہید گنج کے متعلق غداری کی طرح ان لوگوں کو بھی سخت ناگوار گزرا۔ جو ان کی ہر نامعقول سے نامعقول حرکت کی تائید وحمایت کرنا اپنا فرض سمجھتے رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار ”احسان“ نے اپنے ۳۰ اگست کے پرچہ میں مجلس احرار کی وُہ قرارداد درج کرتے ہوئے جو مسٹر گابا کے خلاف پاس کی گئی لکھا ہے:۔

”ہم حیران ہیں۔ کہ متذکرہ صدر قرارداد کسی ذمہ دار مجلس میں پیش ہو کر منظور ہوئی ہے۔ یا یہ کسی بونگا کانفرنس کا شتر غمزہ ہے۔ اس قرارداد میں زعمائے احرار نے علامہ خالد لطیف گابا کی دیانت۔ خلوص اور نیک نیتی پر نہایت کردہ حملہ کیا ہے۔ اور ان کے اختلاف رائے کو جو انہوں نے زعمائے احرار کے ساتھ کیا ہے۔ اپنے ذاتی مصائب کو کم کرنے کا وسیلہ قرار دیتے ہوئے ایسی بد ذوقی کا اظہار کیا ہے۔ جس کی توقع کسی ذمہ دار مجلس سے نہیں کی جا سکتی۔ کیا زعمائے احرار ان اخبارات کے بیانات کو پسند کرتے ہیں۔ جو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ زعمائے احرار کے قضیہ شہید گنج سے بے تعلق رہنے کی تہ میں بھی کوئی راز ہے“

ہمارے نزدیک تو احرار کی ہر حرکت ہی ان کے بونگاپن کا کھلا ہوا ثبوت ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں عقل وفکر، اور ہوش وخرد سے کوئی واسطہ ہی نہیں شکر ہے ان کے مداحوں اور ثنا خوانوں پر بھی اب ان کا بونگاپن ظاہر ہو گیا ؀

مُسلمانوں کو صحیح راہنمائی کی ضرورت

مسلمانوں پر یہ حقیقت چونکہ روز بروز منکشف ہوتی جا رہی ہے۔ کہ وُہ لوگ جو ان کی لیڈری کا دم بھرتے ہیں۔ قوم کی ترقی اور بہتری کے لئے کوئی کام نہیں کر رہے ہیں۔ اس لئے وُہ نام نہاد لیڈروں سے سخت بیزار ہوتے جا رہے ہیں۔ انہی لوگوں کی ترجمانی کرتا ہوا اخبار ”احسان“ (۲۱ ستمبر ۳۵ء) لکھتا ہے:۔

”پنجاب کے مسلمانوں میں دھینگا مشتی کا شوق ترقی پر ہے۔ لیڈر اس مرض میں مبتلا ہیں۔ کہ وُہ قوم کا کوئی کام نہ کریں لیکن لیڈر بنے رہیں، عامۃ الناس ان مشکلات ومسائل سے مضطرب ہیں۔ جو امت مسلمہ کو درپیش ہیں۔ راہنما اس خیال میں ہیں۔ کہ آئندہ انتخابات میں ووٹ کیسے ملیں۔ غرض پنجاب کے مسلمانوں میں صحیح سیاسی راہنمائی کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ اگر پنجاب سر سید یا مصطفٰے کمال پیدا نہیں کر سکتا۔ تو اے کاش کوئی دوسرا سر محمد شفیع ہی پیدا کر دے تاکہ مسلمان اس مصیبت سے نجات حاصل کر لیں جو راہنماؤں کی بے تعلقی کے باعث پیدا ہو گئی“

اس سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ احرار کی لیڈری کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ وُہ ایک ایسی پراگندہ قوم ہیں۔ جس کا کوئی راہنما نہیں۔ سو اصل مسلمانوں نے یہ حالت خود بنا رکھی ہے۔ ورنہ خدا تعالےٰ نے تو ان کی راہنمائی کے لئے خود انتظام کیا۔ اور اپنا فرستادہ بھیجا۔ کاش مسلمان اپنی حالت پر غور کریں۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کی صحیح راہنمائی کا جو انتظام کیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں ؀

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

عاشقِ روئے مصطفٰے تو ہے ۔۔۔ اور محبوبِ کبریا تو ہے

تو ہے لاریب مُصلح موعود ۔۔۔ بھولے بھٹکوں کا رہنما تو ہے

حُسن و احسان میں نظیرِ پدر ۔۔۔ کیا بتاؤں کسی کو کیا تو ہے

تُو نے غالب کیا صداقت کو ۔۔۔ مظہر الحق والعلیٰ تو ہے

منعکس تجھ میں ہیں صفاتِ خدا ۔۔۔ گویا آئینۂ خدا تو ہے

تیری تصنیف میں ہے آبِ حیات ۔۔۔ ساقیٔ چشمۂ ہُدیٰ تو ہے

زندگی بخش ہے تری تقریر ۔۔۔ رُوح میں رُوح پھونکتا تو ہے

دافعِ رنج وغم ترا دیدار ۔۔۔ دلِ بیمار کی شفا تو ہے

مرہمِ زخمِ دل ہے تیری نگاہ ۔۔۔ اور مرے درد کی دوا تو ہے

تیرے دم سے ہے رونقِ محفل ۔۔۔ ہم غریبوں کا آسرا تو ہے

تو ہے ممسوحِ عطرِ رحماں سے ۔۔۔ نورِ یکتا ہے مہ لقا تو ہے

تو ہے فضلِ عُمر بفضلِ خدا ۔۔۔ پاک لوگوں کا مقتدا تو ہے

ہے بشارت سے تیری پیدائش ۔۔۔ ظلمتوں کے لئے ضیاء تو ہے

ہے عجب تیری قوتِ قُدسی ۔۔۔ زیرِ ظلِّ خدا سدا تو ہے

چھو کے لاکھوں بنا دیئے اکسیر ۔۔۔ ماہرِ فنِّ کیمیا تو ہے

تیری کشتی کا ناخدا ہے خُدا ۔۔۔ میری کشتی کا ناخدا تو ہے

جنگ ہے نُور اور ظلمت کی ۔۔۔ فتح تیری ہے حق نما تو ہے

آہنی تیغ کا یہاں کیا کام ۔۔۔ حاملِ تیغِ اتقا تو ہے

بانٹ دیں راستی کی تلواریں ۔۔۔ فتح کا راز جانتا تو ہے

طول کیا دوں بیانِ مقصد کو ۔۔۔ واقفِ عرضِ مدعا تو ہے

سخت محتاج ہوں دعاؤں کا

میرزا ابن میرزا تو ہے

راجہ محمد اسلم بی۔ اے قادیان

آیت خاتم النبیینؐ کی صحیح تفسیر

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس میں شک نہیں۔ کہ ہم اور ہمارے مخالفین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دل سے خاتم النبیینؐ یقین کرتے ہیں۔ اختلاف اس بات میں ہے۔ کہ خاتم النبیینؐ سے کیا مراد ہے۔ ہمارے مخالف تو لفظ خاتم النبیینؐ سے یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے بعد نبوت قطعی طور پر بند ہو گیا ہے اب یہ روحانی نعمت امت محمدیہ میں سے کسی کو نہیں مل سکتی۔ ہاں آخری زمانہ میں امت محمدیہ کی اصلاح اور دین اسلام کی اشاعت کے لئے اسرائیلی نبی (مسیح) آئیگا۔ ایسا عقیدہ رکھنے سے جو توہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی ہوتی ہے اس کا ذکر گذشتہ نمبر ۱ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ برخلاف اس کے ہم کہتے ہیں۔ کہ خاتم کا لفظ عربی زبان میں بند کرنے کے معنوں میں کبھی استعمال نہیں ہوا۔ اس کے معنے صرف مہر اور انگوٹھی کے ہیں[1]۔ اور آپ کو نبیوں کا خاتم مندرجہ ذیل مشابہتوں کی وجہ سے قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ زینت جیسے انگوٹھی اپنے پہننے والے کے لئے باعث زینت ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء کی زینت ہیں۔ جیسے خاندان کا سب سے بڑا بزرگ آدمی سارے خاندان کی زینت کا باعث ہوتا ہے۔ اور سارا خاندان اس کے وجود پر فخر کرتا ہے۔ ویسے ہی انبیاء کا مقدس گروہ آپ کے وجود مسعود کو اپنے لئے باعث فخر اور زینت سمجھتا ہے۔ اور یہی معنی تفسیر فتح البیان جلد ۷ صفحہ ۲۸۶ پر مذکور ہیں:۔

۲۔ احاطہ جس طرح انگوٹھی انگلی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ تمام نبیوں پر محیط ہیں یعنی جس قدر خوبیاں اور کمالات دوسرے انبیاء میں فرداً فرداً پائے گئے۔ وہ سب کے سب آپ کی ذات والا صفات میں بدرجہ اتم موجود ہیں اور آپ جامع جمیع کمالات انبیاء ہیں۔ اور علی الاطلاق سب انبیاء سے افضل و برتر ہیں۔ خاتم کا لفظ کمال کے معنوں میں عربی زبان میں بکثرت استعمال ہوتا ہے اور انہی معنوں میں حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ نے ختم کا لفظ اپنے قول بِكَ تُخْتَمُ الْوِلَايَة (فتوح الغیب مقالہ ۱۷) میں استعمال کیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ پھر تو سلوک کی منازل طے کرتے کرتے ایسے اعلےٰ مقام پر پہنچ جائیگا۔ جہاں تجھ پر ولایت ختم ہو جائیگی۔ یعنی تو خاتم الاولیاء بن جائیگا اور انہی معنی میں یہ لفظ فارسی اور اردو میں استعمال ہونے لگا ہے۔ چنانچہ فارسی زبان کا ایک مشہور شاعر انوری غیاث الدین بادشاہ کی تعریف میں کہتا ہے

مادر گیتی نزادہ زیر چرخ چنبری۔
پادشاہے چوں غیاث الدین گدا چوں انوری
بر تو سلطانیست ختم و برمن مسکیں سخن
چوں شجاعت بر علیؓ و بر نبیؐ پیغمبری

کہ جس طرح رسول مقبول[2] پر نبوت اور حضرت علیؓ پر شجاعت ختم ہے۔ اسی طرح غیاث الدین پر بادشاہی اور مجھ پر شاعری ختم ہے:۔

۳۔ تصدیق۔ قرآن مجید میں خاتم تا کی زبر سے لکھا ہے جس کے معنے مہر کے ہیں۔ دوسری قرأت خاتم ہے جس کے معنی ہیں مہر لگانے والا اور مہر تصدیق کے لئے لگائی جاتی ہے اس صورت میں خاتم النبیین کے معنے یہ ہوئے کہ آپ سب نبیوں کے مصدق ہیں۔ اور کسی نبی کی نبوت اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی کسی کو کمال روحانی حاصل ہو سکتا ہے جب تک کہ آپ کی مہر (تصدیق) اس کے ساتھ نہ ہو چنانچہ مولوی آل حسن صاحب نے اپنی کتاب استفسار بر حاشیہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۷۹ میں لکھا ہے ہ

"انبیائے بنی اسرائیل پر ایمان لانے کی بجز تصدیق حضرت خاتم النبیین کے اور کوئی سبیل باقی نہیں رہی"

اور اب کوئی روحانی فیض بجز متابعت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں مل سکتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"وہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں۔ کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہونچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑ ہے۔ بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا۔ کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو۔ اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷)

پھر فرماتے ہیں:۔

"اگر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہ ہوتا۔ اور آپ کی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے۔ تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ ومخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

غرضکہ جو معنی ہم نے کئے ہیں۔ ان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کا سردار دو جہاں اور افضل الانبیاء ہونا ظاہر ہے اور جس قسم کی نبوت کو ہم آپ کے بعد جاری مانتے ہیں۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملتی ہے۔ اور صرف اسی کو مل سکتی ہے جو امتی ہو۔ غیر مذاہب والے جب تک کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوں۔ وحی کی نعمت سے محروم ہیں۔ اور ان معنوں کے لحاظ سے کسی ولی اور کسی مسلم عالم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے آنے سے انکار نہیں کیا:۔

حضرت خاتم النبیینؐ لفظ خاتم کا مفہوم کیا سمجھے

آیت خاتم النبیین ۵ھ میں نازل ہوئی۔ (روح المعانی وتاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۵۶۲) اور حضورؐ کے فرزند ارجمند ابراہیم ۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۰ ربیع الاول ۱۰ھ کو بروز منگل فوت ہوگئے (تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۶۳) ان کی وفات پر حضورؐ نے فرمایا کہ لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ (ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۷ مطبوعہ مصر) کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔ اور اس حدیث کے متعلق شہاب علی البیضاوی جلد ۷ صفحہ ۱۷۵ میں لکھا ہے۔ "اما صحۃ الحدیث فلا شبھۃ فیھا لانہ رواہ ابن ماجۃ وغیرہ کما ذکرہ ابن حجر" یعنی اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں۔ جیسا کہ ابن حجر نے ذکر کیا ہے۔ کہ اس حدیث کو ابن ماجہ کے علاوہ اور محدثین نے بھی ذکر کیا ہے اور امام ملا علی قاری رحؒ نے موضوعات کبیر صفحہ ۵۹ میں لکھا ہے۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے تو پھر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے تابع ہوتے۔ پس آیت خاتم النبیینؐ کے نزول پر پانچ سال گذر جانے کے بعد حضورؐ کا یہ فرمانا ثابت کرتا ہے۔ کہ حضورؐ نے آیت خاتم النبیینؐ سے نبوت کو بکلی مسدود نہیں سمجھا۔ پھر حضور علیہ السلام نے آنے والے مسیح کو نبی اللہ فرمایا۔ نیز فرمایا کہ ابوبکر افضل ھذہ الامۃ الا ان یکون نبی (کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق صفحہ ۴) کہ ابوبکرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں۔ مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔ یعنی اگر امت میں سے کوئی نبی ہوا۔ تو وہ حضرت ابوبکرؓ سے افضل ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ آنے والا نبی اسی امت میں سے ہونا چاہیئے۔ تدبر یا برے۔

صحابہؓ کیا سمجھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ آپ قرآن مجید۔ اور احادیث کے سمجھنے میں ید طولےٰ رکھتی تھیں۔ آپ فرماتی ہیں:۔

قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ (در منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴۔ وتکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

---

[1] خاتم کے معنے ختم اور بند کرنے کے اگر کئے گئے ہیں تو وہ تاویلی طور پر اس کے لازم معنی لیکر کئے گئے ہیں:۔

کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ حضرت عائشہ رضؓ کے اس قول سے ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ الفاظ خاتم النبیین اور لانبی بعدی سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کے بعد بالکل کوئی نبی نہیں آسکتا۔ وہ غلطی پر ہیں۔

سلف صالحین کیا سمجھے

(۱) ملا علی القاری جو حنفی فرقہ کے ایک بہت بڑے امام گذرے ہیں۔ اپنی کتاب موضوعات کبیر صفحہ ۵۹ میں یہ لکھ کر کہ اگر ابراہیم اور عمر زندہ رہتے اور نبی بن جاتے تو وہ دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو ہوتے۔ فرماتے ہیں۔ فلا ینافض قولہ خاتم النبیین اذالمعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ۔ کہ ابراہیم اور عمر رضؓ کا نبی ہو جانا اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو آپ کی امت سے نہ ہو اور آپ کی ملت اور شریعت کو منسوخ کرے

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ایسا نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متبع اور امتی ہو۔ اور آپ کی شریعت کو منسوخ نہ کرے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے۔ آپ کے بعد آسکتا ہے اور اس کا آنا خاتم النبیین کے منافی اور مناقض نہیں ہے۔

(۲) مولانا جلال الدین رومی رحؒ مثنوی میں فرماتے ہیں۔ ؎

پیشہ اش اندر ظہور در کمون
اھد قومی انھم لایعلمون
بازگشتہ از دم ہر دو باب
در دو عالم دعوت او مستجاب
بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود
مثل او نے بود نے خواہند بود
چونکہ در صنعت برد استاد دست
نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

(مثنوی مطبوعہ مجیدی پریس کانپور صفحہ ۱۷ دفتر ششم)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشہ مبارک خلوت وجلوت میں یہی تھا کہ آپ خدا سے اپنی قوم کے لئے ہدایت طلب کرتے تھے۔ آپ کی تشریف آوری سے دین ودنیا کے دروازے کھل گئے اور آپ کی دعا دونوں جہانوں میں قبول ہوئی۔ یعنی اس عالم میں بھی لوگوں کے لئے شفیع ٹھیرے اور آخرت میں بھی پس اس روحانی فیضان کی سخاوت کی وجہ سے آپ خاتم ہوئے۔ نہ آپ کی مثل پہلے کوئی کامل انسان اور کامل نبی روحانی فیض پہنچانے میں ہؤا اور نہ آئندہ ہوگا اے دوست جب کوئی شخص کسی صنعت میں دسترس حاصل کر کے کمال کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ تو کیا تو اس کے متعلق یہ نہیں کہتا۔ کہ اس پر کاریگری ختم ہے

(۳) علامہ محمد قاسم صاحب بانی مدرسۃ العلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا" (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

(۴) حضرت امام محمد طاہر نے تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵ میں حضرت ام المومنین عائشہ رضؓ کا قول نقل کر کے حدیث لانبی بعدی کے یہ معنی کئے ہیں۔ "اراد لانبی ینسخ شرعہ" کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے یہ مراد ہے۔ کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو حضور علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو بالفاظ دیگر حضور علیہ السلام کے بعد ایسے نبی کا آنا ممتنع نہیں۔ جو حضور علیہ السلام کا پیرو ہو۔

(۵) شیخ محی الدین ابن عربی رحؒ اپنی کتاب فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں۔

"وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے منقطع ہوگئی۔ وہ تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ پس کوئی ایسی شریعت نہیں ہوگی۔ جو شریعت محمدیہ کی ناسخ ہو۔ اور نہ اب آپ کی شریعت میں کوئی حکم زائد ہوگا۔ اور یہی معنے حضورؐ کے قول ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت " الحدیث کے ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا۔ جو میری شریعت کے مخالف ہو۔" بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی " بلکہ جب بھی ہوگا میری شریعت کے ماتحت ہوگا"

(۶) علامہ السید شریف محمد بن رسول الحسینی البرزنجی ثم المدنی جن کا شمار مجددین میں کیا گیا ہے۔ اپنی کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ میں ملا علی قاری کا یہ قول نقل فرماتے ہیں۔ واما حدیث لا وحی بعدی باطل لا اصل لہ نعم ورد لا نبی بعدی ومعناہ عند العلماء انہ لا یحدث بعدہ نبی بشرع ینسخ شرعہ" یعنی یہ حدیث کہ میرے بعد وحی نہیں۔ باطل اور بے اصل ہے ہاں۔ لانبی بعدی آیا ہے۔ اور اس کے معنے علماء کے نزدیک یہ ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی پیدا نہ ہوگا۔ جو ایسی شریعت لائے۔ جس سے آنحضرت صلعم کی شریعت منسوخ ہو جائے۔

پس جس قسم کی نبوت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم مانتے ہیں۔ اس قسم کی نبوت کا امت محمدیہ میں پایا جانا قرآن مجید اور حدیث اور صحابہ رضؓ اور سلف صالحین کے اقوال سے ثابت ہے۔ اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امت محمدیہ کی شان دوبالا ہوتی ہے۔ غرضیکہ ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے جلیل المرتبت نبی ہیں۔ کہ کوئی بڑے سے بڑا روحانی انعام ایسا نہیں ہے۔ جو پہلے کسی انسان پر ہؤا۔ اور وہ آپ کی امت میں آپکی پیروی کی برکت سے نہ مل سکتا ہو۔ اور جو مفہوم خاتم النبیین کا ہمارے مخالفین پیش کرتے ہیں۔ اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور امت محمدیہ کی تحقیر لازم آتی ہے۔ جیسا کہ ٹریکٹ ہذا میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

آخری نصیحت

دوستو غور کرو۔ بدظنی اچھی چیز نہیں دشمنوں کی باتوں پر اعتبار کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرنا دانشمندی نہیں ہے ہم زمین وآسمان کے خالق خدا کو جو دلوں کا حال جانتا ہے۔ اور جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ گواہ کر کے کہتے ہیں۔ کہ ہمارا کوئی عقیدہ خدا اور اس کے رسول کے فرمودہ کے خلاف نہیں۔ اور ہم اس شخص کو ناپاک اور مردود سمجھتے ہیں۔ جو سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرے۔ اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ جن پر ہمارے دشمن ناپاک سے ناپاک افتراء اور بہتان باندھ کر اور جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں کو ان سے متنفر کرتے ہیں۔ ان کی بعثت کا مقصد صرف یہی تھا۔ کہ "خدا کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے۔ اس کا بول بالا ہو۔ اور یہ ثابت کیا جائے کہ ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔" واللہ علی مانقول شھید والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

(راقم:۔ جلال الدین شمس)

(نوٹ) یہ مضمون بصورت ٹریکٹ نظارت دعوت وتبلیغ نے شائع کیا ہے احباب منگا کر سمجھدار لوگوں میں تقسیم کریں۔

قابل توجہ سیکرٹری وصایا وانسپکٹر صاحبان

آپ کی انجمن میں جس قدر موصی حصہ جائداد کے ہیں۔ ان کے متعلق پوری تحقیقات کر کے دفتر مقبرہ بہشتی میں رپورٹ ارسال فرمائیں۔ کہ ہماری انجمن کے ماتحت فلاں فلاں موصی علاوہ جائداد کے آمدنی بھی رکھتے ہیں۔ ایسے موصیوں کی فہرست تیار کر کے بھیج دیں فہرست میں ماہوار آمد یا سالانہ آمد یا ششماہی آمد مستقل یا تخمیناً درج ہو۔ ایسے موصیوں کو مجلس مشاورت اپریل ۱۹۳۵ء کے فیصلہ کی طرف توجہ دلا کر حصہ آمد کی جدید وصایا کرائی جائیں۔ مجلس مشاورت نے حصہ آمد کی وصیت کرنا علاوہ جائداد کے ضروری قرار دیا ہے اور بغیر حصہ آمد کی وصیت کے حصہ جائداد کی وصیت منظور نہیں کی جائیگی لہذا اس اعلان کو پڑھ کر فوراً کام شروع کر دیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی
قادیان

واقعاتِ عالم پر نظر

(۱) احرار کو مسلمان ہرگز ہرگز چندہ نہ دیں

(۲) بحیرۂ قلزم اور انگلستان (۳) حیدرآباد کے ہندو

الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے

(۱)

جماعت احمدیہ کی مخالفت بقول "زمیندار" ۱۱ اگست مالی منفعت کے لحاظ سے اہم ترین اور مؤثر ترین ہے" اور احرار نے استاد نقاش سے یہ گر سیکھ کر اس پر خوب عمل کیا اور خون آشام چمگادڑ کی طرح سوئے ہوئے مسلمانوں کا خون پی کر اور ان کو ہوا دیکر میٹھی نیند میں سلا کر ہلاک کرنا چاہا تھا۔ اور یہ بھول گئے تھے۔ کہ یہ زبان کا چسکا دراصل چیتے کی اپنی زبان کا خون ہے۔ جو ایک دن ان کو خود ہلاک کر دے گا۔ آخر خدا نے اپنا ہاتھ دکھایا۔ اور ان "ملت فروش غداران ازلی" کے راز فاش ہو گئے۔ اور اب ان کی "حکومت پرستی" "اغیار نوازی" اور اصلی حیثیت بے نقاب ہو چکی ہے۔ "میاں محمد رفیق ایم۔ اے" اس لئے ہمدردانِ ملت فرماتے ہیں۔ چونکہ "احرار بندہ زر" طالبان "دنیوی جاہ و جلال اور تمول" ہیں۔ ان کا "مقصد محض فراہمی زر" ہے۔ اور وہ "ایک بار پھر طوفانی پانیوں میں سے مچھلیاں پکڑنا چاہتے ہیں" "ان کا مقصد صرف روپے حاصل کرنا ہے"۔ (الہ بخش یوسفی "سیاست" یکم اگست) "اس لئے مسلمانوں سے التماس کی جاتی ہے۔ کہ وہ ہرگز ہرگز احرار کو چندہ نہ دیں" (سکرٹری آل انڈیا مجلس اتحاد و ترقی لاہور بذریعہ پوسٹر)

مسلمانوں کی اقتصادی حالت کے مدنظر ان کی آنے والی مشکلات کا اندازہ اور گذشتہ تجربات کی بناء پر مسلم قوم کے ہر بہی خواہ کی خواہش ہے۔ کہ قوم کی مالی حالت درست ہو۔ لیکن جب تک مذہب کے نام پر جھوٹ بول کر غرباء کے جذبات اور عقیدت سے ناجائز فائدہ اٹھانے والوں کا انتظام نہ کیا جائے۔ یہ بلا نہ ٹلے گی۔ کسی نہ کسی صورت میں ڈاکہ زن گروہ احرار بن کر جیب کترنے کے سامان کرتا ہی رہے گا۔ جب خلافت۔ ہجرت۔ کشمیر شعبۂ تبلیغ اور کوئٹہ فنڈ کے گذشتہ تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ "رئیس الاحرار بھی دیکھے تو ایسے کہ مرتے دم تک قوم سے روپیہ کی اپیل سنائی دیتی رہی۔ مسلمان چندے دے دے کر کنگال ہو گئے۔ ہنوز دلی دور است" کا ہی معاملہ رہا۔ (القدوس حسین بی اے بھیرہ) تو احرار خواہ کسی رنگ میں کسی بھیس میں ظاہر ہوں مسلمانوں کا خدا کے سامنے فرض ہے۔ کہ قرآن کریم کے حکم پر عمل کریں۔ اور "جب فاسق کوئی خبر لائے۔ تو اس کی تصدیق کر لیں۔" اور چندہ ہرگز ہرگز نہ دیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ چندہ وصول کرنے والے احرار خود مسلمان ہو رہے ہیں۔ اور تازہ خبر ہے۔ کہ بعض فنانشل سکرٹری گروہِ احرار مسلمان ہو گئے ہیں۔ امید ہے۔ کہ مخلص ہمدردانِ قوم کی یہ درخواست ہر مسلمان کے زیر غور رہے گی۔ "احرار کو ہرگز ہرگز چندہ نہ دیں۔"

(۲)

بحیرۂ قلزم جسے عرب کی جھیل کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اس کے سواحل پر عربی بولنے والی اقوام آباد ہیں۔ مشرقی ساحل پر خدا کا پہلا گھر حجاز کی مقدس سرزمین اور یمن و ٹریچورڈ پنیا ہیں۔ اور مغربی ساحل پر مصر و سوڈان و سومالی لینڈ ہیں۔ مشرق کے تمام ملک پیروانِ اسلام کے زیر نگین ہیں۔ مگر مغربی ساحل پر آباد گو عربی بولنے والے مسلمان ہیں۔ مگر سیاسی اثرات غیر مسلم اور غیر ملکی ہیں۔ یعنی برطانیہ و اٹلی و فرانس کے مقبوضات ہیں۔ شمالی و جنوبی راستوں یعنی نہر سویز اور باب المندب پر عملاً برطانوی تسلط ہے۔ مسلمان بحری و ہوائی طاقت کے لحاظ سے نفی ہیں۔ نہ ان کے پاس آگ اگلنے والے بحری ہاتھی ہیں۔ نہ ان کے پاس آتشیں سنگریزے برسانے والے ابابیل ہیں۔ اٹلی مغربی ساحل پر ایک بڑی سلطنت قائم کرنا چاہتی ہے۔ ایبے سینیا کو نگل کر یمن کے صفایا کے درپے ہے۔ مجلس اقوام کمزور ہے فرانس اٹلی سے دوستانہ قائم رکھ کر جنگ کو محدود ایبے سینیا کے اندر محدود رکھنے کے لئے کوشاں ہے۔ اٹلی سلطنت برطانیہ کے مفاد کے خلاف اقدام نہ کرنے کا یقین دلا رہی ہے۔ اور جھیل ٹانا کی وادی کو برطانوی اثر میں چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔ جس سے ممکن ہے۔ کہ عالمگیر جنگ کا خطرہ اس وقت ایبے سینیا کی قربانی سے رک جائے۔ مگر جو اٹلی بحیرۂ روم میں بحری طاقت بن جانے کے بعد اڈریاٹک کے سواحل پر قابض ہونے کے لئے البانیا پر آنکھ رکھتی ہے۔ اور ہر کوشش سے شاہ زوغو کو مرعوب کر رہی ہے۔ کیا وہ ایبے سینیا پر قابض ہو جانے کے بعد بحیرۂ قلزم کے البانیا (یمن) کے حکمران امام یحییٰ کے تخت کو مخدوش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کرے گی؟ اس خطرہ کو محسوس کر کے یمن نے اپنا گھر درست کرنے کی ٹھان لی ہے۔ اور پھر امام یحییٰ تخت سے دست بردار ہو چکے ہیں۔ شہزادہ سیف الدین ولیعہد نے انصرام حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر بحری ہوائی افواج کے قیام اور اندرونی اصلاحات کا کام آغاز کر دیا ہے۔ پھر اٹلی نے جو مظالم طرابلس میں مسلمانوں پر کئے۔ ان کو اور دورانِ جنگ کی افواہ کہ اٹالین حرمین مبارک پر بمب گرانا چاہتے ہیں یاد کر کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہم کو خوب معلوم ہے۔ کہ اٹلی کو مسلمانوں کے جذبات کی ذرا پروا نہیں۔ فرانس بھی کوئی ہمدردی نہیں رکھتا۔ اب اگر کوئی سلطنت اس وقت یا آئندہ بحیرۂ قلزم کو اسلامی جھیل بنا رہنے کو اپنے مفاد کے مطابق سمجھ سکتی ہے تو وہ محض برطانیہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی کثیر تعداد کو اس کے زیر نگین رکھ کر اور آخری زمانہ کے نجات دہندہ مسیح موعود کو اس کے مقبوضات میں پیدا کر کے بتا دیا ہے۔ کہ انگلستان کے مفاد اسلام سے وابستہ ہیں۔ اور انگلستان کا فرض ہے۔ کہ انصاف سے کام لے۔ اور دنیا کی موافق طاقتوں سے ایک طرف۔ اسلامی جذبات سے دوسری طرف اور مشرقی اقوام کی بدلتی ہوئی ذہنیت کو تیسری طرف رکھ کر آگے بڑھے اور بحیرۂ قلزم کے پانیوں پر اللہ کے گھر کا احترام ملحوظ رکھے۔

(۳)

سکندرآباد کے فسادات کے سلسلہ میں معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر مونجے مشہور جنگی مہاسبھائی لیڈر کے تیز قدم فسادات سے کچھ پہلے ریاست حیدرآباد میں پہنچے تھے۔ اور علاقہ فساد سے قبل گولی گوڑہ کے مہاسبھائی لیڈروں نے سخت فرقہ وارانہ اشتعال آمیز تقریریں کی تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ حیدرآباد سے لوٹے سکندرآباد میں لاریوں کے ذریعہ لائے گئے تھے۔ مالیر کوٹلہ۔ لوہارو کی اسلامی ریاستوں کے فسادات اور مہاسبھا کے مطالبات متعلق ملازمت اہل ہنود کے معاً بعد حیدرآباد میں فساد کا ہونا اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ کسی سازش کا اثر ہے۔ شمالی ہند کے بہت کم لوگ اس امر سے واقف ہیں۔ کہ حیدرآباد میں مظلوم دراصل مسلمان ہیں۔ کسی ملک کی دولت کی تقسیم تین حصوں پر ہوا کرتی ہے۔ زراعت تجارت اور ملازمت۔ زراعت کا قریباً کامل اجارہ ہندوؤں کے پاس ہے۔ ۹۳ ہزار دیہی عمال ہیں۔ جو قریباً سب کے سب ہندو ہیں۔ تجارت پر مارواڑی و کومٹی قبضہ ہے۔ ملازمت میں ریلوے میں کثرت۔ انجینئرنگ میں قریباً مساوات اور باقی جملہ حکومتی اداروں میں معقول حصہ ہنود کا ہے۔ مسلمان جاگیردار لاولد ہونے یا دیگر غلطیوں کے باعث ۵۰ فیصدی ضبطی ہائے جاگیرات کا شکار ہو چکے ہیں۔ مگر ہندو دستان و جاگیرات میں کوئی کمی نہیں آئی۔ جھٹ تبنیٰ بنا لیا جاتا ہے۔ اور قانون اسے تسلیم کر لیتا ہے مسلمان ریذیڈنسی اور وائسرائے تک سب پہنچنا غیر وفاداری خیال کرتا ہے۔ مگر ہندو کے لئے یہ راستہ کھلا ہے ان حالات سے حیدرآباد کا اصل ہندو واقف ہے اس لئے وہ وفادار ہے۔ اور ہر واقف شخص جانتا ہے۔ کہ شورش پسند غیر وطنی اور ذاتی اغراض رکھنے والے مہاسبھائی ہیں۔ جنکو بوپ دیوتا سمجھ کر ہندو پرست حکومت حیدرآباد نے دودھ پلایا ہے اور وہاں مسلمانوں کا ایک فرقہ خود اللہ کی بجائے آدم کا شیدائی ہے۔ اور اس امر کا خواہاں ہے۔ کہ شمالی ہند کے مسلمانوں سے حیدرآباد کا قطع تعلق ہو جائے

صداقت احمدیت کا ثبوت مخالفین کی تحریروں سے

ایک حق پسند اور صداقت کے متلاشی کی آپ بیتی

خاندانی اور تعلیمی حالت

میں کوٹ مومن ضلع سرگودھا کے ایک تعلیم یافتہ مسلم راجپوت خاندان کا ایک فرد ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے اس خاندان کو پشتوں سے دینی علوم سے وافر حصہ عطا کئے رکھا۔ خاندان کے اکثر افراد عالم اور بالخصوص حافظِ قرآن ہوتے رہے۔ اور اب بھی ہیں خاکسار کو بھی اللہ تعالےٰ نے اپنی عنایات سے دس گیارہ سال کی عمر میں حفظِ قرآن کی توفیق دی۔ اس کے بعد مروجہ دُنیوی تعلیم کے لحاظ سے ایف۔ اے تک کامیاب کیا۔ اور اس طرح خاکسار کے لئے اللہ تعالےٰ نے دینی اور دُنیوی راستوں کو سہل فرما دیا راقم الحروف کی عمر اس وقت تیس سال کے قریب ہے۔

احمدیت کی طرف رجحان

۱۹۳۲ء میں بسلسلہ ملازمت مجھے یہاں رحیم یار خان آنے کا اتفاق ہُوا۔ میرے آنے سے کچھ عرصہ بعد ایک صاحب سرکاری ملازم مسمی چودھری اللہ دتا تھا۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے وابستہ ہیں۔ تشریف لائے وُہ اکثر سلسلہ کا پیغام لوگوں تک پہونچاتے اور لٹریچر بھی نہایت مخلصانہ رنگ میں پیش کرتے۔ جس سے خاکسار بھی متمتع ہُوا اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے ہیں اگرچہ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے ممالک غیر میں تبلیغی مساعی کا معترف تھا۔ مگر پھر بھی علماء کی سخت مخالفت کی بناء پر اس سلسلہ کے لئے میرے دل میں کافی نفرت تھی۔ میں یہی خیال کرتا۔ نبوت کا دعوےٰ کفر ہے۔ مگر جب سلسلہ کے لٹریچر کا سنجیدگی سے مطالعہ کیا گیا۔ تو نفرت کا جذبہ کم ہوتا گیا۔ گو ماحول کے مخالف اثرات نے طبیعت کو کافی مکدر کرنا چاہا۔ مگر تائید ربانی اسے صاف کرتی گئی۔ اور سلسلہ کی نفرت کی بجائے ہمدردی اور محبت نے دل میں جگہ لی۔

سلسلہ احمدیہ کا پُر معارف لٹریچر

احمدیہ لٹریچر کو میں نے بے شمار معرفت کے خزانوں سے لبریز پایا۔ اور دیکھا۔ کہ قرآن کریم کے وُہ مسائل جن کے چہرے غبار آلود ہو چکے تھے۔ ایسی صاف۔ اور شفاف شکل میں دُنیا کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ کہ طبیعت میں ایک تموج پیدا کرتے ہُوئے بے اختیار اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

موجودہ زمانہ کے اس سالارِ اعظم نے جو احسانات اہلِ اسلام پر۔ اور پھر دیگر دُنیا کی اقوام پر قرآن کریم کے ذریعہ کئے۔ وُہ اس قدر روشن ہیں کہ ان کا انکار منصف مزاجوں کے لئے ایک ناممکن امر ہے۔

مثال کے طور پر قرآن کریم میں اگرچہ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا۔ اور ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کی حقیقت ساڑھے تیرہ سو سال سے موجود تھی۔ مگر اس زمانہ میں دُنیا کی قومیں اس کو بھول چکی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس راز کو پھر کھولا۔ اور جہاں اور انبیاء کی تصدیق کی۔ وہاں حضرت کرشن اور حضرت بُدھ اور حضرت زرتشت علیہم السلام کو راستباز نبیوں کی صورت میں پیش کیا۔ اور اس طرح تمام راستبازوں کی صداقت پیش کرتے ہُوئے مختلف مذاہب و ملل کی اقوام میں از سرِ نو اتحاد کی بنیاد ڈالی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی کتب کے متعلق قطعی رائے

یہاں یہ عرض کرنا بھی بے جا نہ ہوگا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اکثر اخبار۔ رسالے اور وُہ کتابیں جو انہوں نے احمدیت کے رد میں لکھی ہیں۔ بغور مطالعہ میں لائی گئیں لیکن بجائے اس کے کہ میں مصنف کی کتابوں میں ان اہم مسائل پر مدلل اور معقول بحث پاتا۔ جو عقائدِ احمدیہ کے لئے کاری ضرب ہو سکتے میں نے بے ہودہ اعتراضات کی کثرت دیکھی۔ جن میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذاتی حالات کو تاریک سے تاریک پہلو میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ لیکن روشن پہلو کا خانہ خالی دکھایا گیا۔ حالانکہ یہ ناممکن امر ہے۔ کہ اتنے بڑے کامیاب انسان میں کوئی وصف بھی نہ ہو۔ یہی ایک بات مصنف یا مؤرخ کی دیانت پر زبردست دھبہ ہوتی ہے۔ تاہم بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی کو کیسے ہی رنگ میں پیش کیا جائے۔ ایک محقق کے لئے آپ کی صداقت تسلیم کرنا اس وقت تک بہت ہی کم ممکن ہوگا۔ جب تک کہ بعض مسائل کو زبردست دلائل کے ساتھ اور نیز واقعات کی روشنی میں حل نہ کر دیا جائے۔ مثلاً مسیح ناصری علیہ السلام کی آسمان سے آمد کے انتظار کی خوبیاں بیان کی جائیں۔ اور براہین قاطعہ سے ثابت کر دیا جائے۔ کہ صرف انہی کے ہاتھ سے اب دنیا کی اصلاح ہوگی۔ اللہ تعالےٰ ایسا ہی سمیع و بصیر ہے۔ جیسا کہ وہ ازل میں تھا۔ مگر اب بولنے کی طاقت اس میں نہیں۔ وہ کسی کو شرفِ مکالمہ و مخاطبہ نہیں بخشتا۔ یا یہ کہ دنیا میں اور بالخصوص امت محمدیہ میں بگاڑ ناممکن ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں کوئی بگاڑ یا تفریق نہیں۔ جس کے لئے کسی ربانی مصلح اور حکم عدل کی ضرورت ہو۔ اور اگر اصلاح کی ضرورت ہوگی۔ تو وہ مصلح امت محمدیہ سے ہرگز نہیں آسکتا۔ بلکہ وہ کسی گذشتہ غیر امت کا ایک فرد ہوگا۔ مختصر یہ کہ جب تک ان عقائد و واقعات پر اگر یہ صحیح رنگ میں اسلام سے وابستہ ہیں۔ کافی روشنی نہ ڈالی جائے۔ اس وقت تک عقائد احمدیہ کی اشاعت میں جو مذکورہ بالا عقائد کے متضاد ہیں۔ روک ڈالنا ناممکن ہے۔ ہاں اگر دلائل اور واقعات کی روشنی میں یہ مسائل حل کر دیئے جائیں۔ تو ممکن نہیں۔ کہ ان کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کے بعد کوئی شخص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو۔ بلکہ ایسی صورت میں جو لوگ پہلے داخل ہو چکے ہیں۔ وُہ اُسے خیر باد کہنے کی کوشش کریں گے۔

الغرض میں نے مولوی صاحب موصوف کی کتابوں کو ایسے مسائل سے بالکل کورا پایا۔ تاہم جو اعتراضات کئے گئے تھے ان کے متعلق میں اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر ناظرین کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ جب میں نے ان کو قرآن کریم احادیث نبوی اور حالات انبیاء و بزرگان سلف کی کسوٹی پر پرکھا۔ تو اکثر اعتراضات ایسے پائے گئے۔ جن کا نص قرآنی اور احادیث سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ اور بعض جن کو کسی حدیث وغیرہ کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ الٹ کر اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور گذشتہ انبیاء پر پڑتے ہیں۔

مرقع قادیانی کا ایک اعتراض

مثال کے طور پر میں صرف ایک اعتراض کی مختصر طور پر حقیقت پیش کرتا ہوں۔ جس سے حق پسند ناظرین اندازہ لگا سکیں گے کہ میرا مذکورہ بالا بیان کہاں تک صحیح ہے مرقع قادیانی بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء میں ایک مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر سرور کائنات کی شہادت "متعلقہ" دنیا کی مذہبی، اخلاقی اور علمی حالت کا نقشہ منقول از الفضل ۲۵ر اکتوبر ۱۹۳۲ء و یکم نومبر ۱۹۳۲ء درج کرنے کے بعد یہ تو تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ زمانہ مطابق فرمان نبوی خراب ہو چکا ہے۔ اور ایک مصلح کو چاہتا ہے۔ مگر یہ کہا ہے۔ کہ سردست وہ زمانہ نہیں آیا۔ جس میں مہدی اور مسیح کا ظہور ہونا مقدر ہے۔ اور مسیح موعود ہونے کا جو دعوےٰ کیا گیا ہے۔ وہ غلط ہے۔ اور اس کی دلیل یہ دی ہے۔ کہ "دھوپ کی تکلیف رفع کرنے کے لئے مکان کی چھت کی ضرورت ہے۔ چھت کا نتیجہ دھوپ سے آرام ہے۔ چھت کے بعد دھوپ بدستور رہے۔ تو چھت کالعدم ہے۔" یا یوں کہو۔ کہ روحانی بیماریاں موجود ہیں۔ جو مسیح موعود کے ہاتھ سے دُور ہونی چاہئیں تھیں۔ چونکہ وہ دُور نہیں ہوئیں۔ اس لئے مسیح موعود ابھی نہیں آیا۔ چونکہ مرقع قادیانی کے خاص نمبر کا لب لباب یہ اعتراض تھا۔ اور اسے "نزاعات مرزائیہ کے لئے فیصلہ کن اور قادیانی دعاوی کے لئے بیخ کن" قرار دیا گیا تھا۔ اس لئے میں نے اسے چوٹی کا اعتراض سمجھ کر اس کی اہمیت کو سمجھنا چاہا۔

مگر میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جوں جوں میں اس مذکورہ بالا مضمون کو پڑھتا اور بعد اس اعتراض پر توجہ کرتا۔ بجائے اس کے کہ میں مسیح موعود کی ضرورت کا انکار کرتا میرے دل نے یہی گواہی دی۔ کہ اس پیارے موعود کا وقت یہی اور صرف یہی ہے۔

منکرین کا رسولوں سے استہزاء

رہا یہ سوال کہ اب وہ موعود آیا ہے یا نہیں یا اگر آیا ہے۔ تو کامیاب ہوا ہے۔ یا بقول مولوی صاحب نہیں۔ تو یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ عین ضرورت کے وقت ایک مسیح آچکا ہے۔ اب دیکھنا صرف یہ ہے۔ کہ تمسخر۔ شرارت۔ اور طغیانی میں بڑھے ہوئے لوگوں کا انکار اور ان کا روحانی علاج سے دور بھاگنا کسی صادق کی صداقت پر دھبہ لگا سکتا ہے یا نہیں۔ قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے تمام کے تمام مامور جھٹلائے گئے۔ اور نشانہ استہزاء بنائے گئے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ یعنی افسوس ہے۔ بندوں پر کہ ایک رسول بھی ایسا ان کے پاس نہیں آیا۔ جو استہزاء کا نشانہ نہ بنایا گیا ہو۔ پھر فرماتا ہے۔ وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک۔ یعنی اے نبی اگر تو جھٹلایا گیا ہے۔ تو غم نہ کر تجھ سے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین کذبوا بآیاتنا صم وبکم فی الظلمٰت من یشاء اللہ یضللہ ومن یشاء یجعلہ علیٰ صراط مستقیم۔ یعنی وہ جو ہماری آیات جھٹلاتے ہیں۔ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گمراہ کرے اور جس کو چاہے سیدھی راہ پر ڈال دے۔ تو ثابت ہوا۔ کہ ایسے لوگوں پر جو آیات الٰہی کا انکار کرتے اور جھٹلاتے ہیں۔ روحانی بیماریوں اور تاریکیوں کا مسلط رہنا ان کے اپنے انکار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور یہ بات کسی مامور من اللہ کی صداقت پر دھبہ نہیں ہو سکتی۔ ورنہ ایسی صورت میں تمام انبیاء و سابقین کی صداقت (نعوذ باللہ) مشتبہ ہو جاتی ہے کیونکہ تمام کی تمام قوم نے کبھی کسی نبی کی صداقت کو تسلیم نہیں کیا۔ اور اس کی موجودگی میں بھی جھٹلانے والوں کی بیماریاں دور نہیں ہوئیں۔ صرف اسی وجہ سے کہ وہ اسے طبیب تسلیم نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان کا تکیہ کلام یہی رہا ہے کہ ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمٰن من شیء ان انتم الا تکذبون۔ یعنی تم بھی ہماری طرح کے ہی انسان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کچھ نازل نہیں کیا۔ بلکہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ یہاں تک کہ انکار کے نتیجہ میں گو بڑے بڑے خوفناک عذابوں میں مبتلا ہوئے۔ مگر ان پاک طبیبوں کے وجود کو منحوس ہی ٹھیراتے رہے۔ بعینہ یہی حال اس زمانہ میں دیکھا جا رہا ہے

کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام دنیا نے تسلیم کر لیا

مثال کے طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی لے لیں۔ آپ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ اور تمام بنی نوع انسان کی طرف رسول ہیں۔ مگر کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ دنیا کی اکثریت آپ کے دائرہ غلامی سے باہر ہے۔ اور بدستور روحانی بیماریوں میں مبتلا ہے۔ تو کیا آپ کی شان صداقت پر کوئی حرف آسکتا ہے۔ کیا اس مقدس وجود سے جو حقیقی راحت کا موجب ہے۔ انکار کیا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں جو چھت کے نیچے نہیں آتا۔ وہ ہمیشہ دھوپ میں جلتا ہے۔ قد افلح من زکّٰھا۔ وقد خاب من دسّٰھا۔ گلہ تو اس وقت ہوتا۔ کہ چھت کے نیچے آنے کے لئے دعوت نہ دی جاتی۔ یا جو چھت کے نیچے آچکے ہیں۔ انہیں کوئی آرام نہ ملتا۔ اور وہ کسی دوسری چھت کی انتظار کرنے لگ جاتے۔ جب یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ تو لامحالہ ماننا پڑے گا۔ کہ روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے لئے ایک وسیع شفاخانہ کی بنیاد پڑ چکی جس میں اگر لاکھوں شفایاب ہو چکے ہیں۔ تو کروڑہا شفایاب ہوں گے۔ یقیناً زمین پر عدل و انصاف کا دور شروع ہوا۔ اور وہ اسی طرح انصاف سے بھر جائے گی۔ جس طرح وہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی تھی مسیح موعود حکم و عدل ہو کر ہم میں اتر چکا صلیب ٹوٹی اور خنزیر قتل کئے گئے۔ روحانی جواہرات بکھیرے گئے۔ کہاں ہیں وہ خوش قسمت جو انہیں چنیں۔ فرمان ربی۔ جاء الحق وزھق الباطل یقیناً پھر پورا ہوا۔ مگر ارشاد الٰہی لا یؤمنون الا قلیلا بھی ٹھیک اترا۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے مامور ہدایت دینے یا روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے ذمہ دار ہرگز نہیں ہوتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے فرماتا ہے۔ قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدیٰ فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا وما انا علیکم بوکیل۔ اے بنی نوع انسان۔ صداقت تمہارے رب کی طرف سے آچکی۔ اب جو راہ پر آئے سو اپنے نفع کے لئے راہ پر آتا ہے اور جو بھٹکتا پھرے۔ سو بھٹکتا رہے۔ پھر فرمان ربی ہے۔ وما جعلنٰک علیھم حفیظاً وما انت علیھم بوکیل۔ یعنی تجھ کو ہم نے نہ ان کا نگہبان مقرر کیا ہے۔ اور نہ ان کا ذمہ دار ٹھیرایا ہے۔

غرض وہ ایک ہدایت اور نور لاتے ہیں۔ جس سے متمتع ہونا یا نہ ہونا دنیا والوں کے ذمہ ہے۔ اور وہ یہ بھی اعلان کرتے ہیں۔ قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہ ومن عمی فعلیھا وما انا علیکم بحفیظ۔ یعنی اے لوگو! تمہیں دانائی کی باتیں پہنچ چکی ہیں۔ پس جو سمجھتا ہے سو اپنے لئے اور جو اندھا رہتا ہے وہ اپنے لئے۔ اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔ ہاں وہ فرمان ربی کو پہنچانے میں انتہائی کوشش کرتے ہیں۔ اور اسے اس نقطۂ کمال تک پہنچاتے ہیں۔ جہاں اس محسن حقیقی کو اپنے پیارے نبی سے یہ کہنا پڑا۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین۔ سو آیات الٰہی اور احکام الٰہی کی طرف توجہ دلانے میں یہاں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ جس کے شاندار نتائج مخالف و موافق دونوں کو حیرت میں ڈال رہے ہیں۔

الغرض یہ اعتراض اس قدر کمزور ہے کہ اگر اسے معیار صداقت قرار دیا جائے۔ تو بڑی بڑی صداقتوں کی موجودگی سے آج ہی ہاتھ دھو لے پڑیں گے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم سے یقیناً شفا، رحمت اور مجسم ہدایت قرار دیا گیا ہے۔ انکار کرنا پڑیگا کیونکہ اس مقدس کلام کی موجودگی کے باوجود ہر طرف روحانی بیماری۔ بدبختی اور گمراہی کا رونا رویا جا رہا ہے۔ مگر نہیں یہ تو یا رب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجورا۔ اور لا یبقی من القرآن الا رسمہ کی دردناک پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ صداقت کا معیار جو مولوی صاحب نے پیش کیا ہے محض لغو اور غلط ہے۔ جس کا ناقابل تردید ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ جس قسم کی چھت کی تمنا کا نقشہ انہوں نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ کہ یوں سمجھئے کہ دھوپ کی وجہ سے ہم نے چھت ڈال لی۔۔۔ اب چاہئے تھا کہ دھوپ کی بجائے سایہ ہوتا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دھوپ برابر اسی طرح ستا رہی ہے تو ہم کیونکر باور کریں۔ کہ چھت پڑ چکی ہے" اس کی کوئی مثال وہ عالم روحانیات سے اور نہ ہی عالم مادیات سے دے سکے ہیں اور نہ ہی کوئی اور دے سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم لکڑی اور لوہے وغیرہ کے ہزارہا چھت روزانہ ڈالتے ہیں۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ کسی چھت کے نیچے نہ آنے والے لوگ بھی دھوپ سے بچے ہوئے نہیں ہیں۔ اس لئے اس چھت کے وجود ہی سے انکار کر دیا جائے مگر کیا یہ جو درخت ہوتے ہیں انہی کی مثال لے لی جائے۔ جونہی ایک مسافر ایک درخت کے نیچے آتا ہے۔ وہ آرام اور راحت محسوس کرتا ہے۔ مگر جب اس کے نیچے سے نکل جاتا ہے وہی پہلی سی دھوپ اور تکلیف محسوس کرنے لگتا ہے۔ ایسا درخت کوئی نہیں۔ جو اپنا سایہ اس کے پیچھے لے کر دوڑ پڑے۔ یا اس کا سایہ ہر جگہ پر بلا استثنا محیط ہو۔ خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت سورج کی روشنی غاروں کے اندر نہیں پڑتی۔ یا بہت کم پڑتی ہے۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سورج روشنی نہیں دیتا۔ یا اس کا نفع بخش وجود سرے سے کالعدم ہے۔ الغرض کوئی ایسا چھت نہیں۔ جو ہوہو تمنا کو پورا کر دیوالا ہو

"الفضل" کے معاونین خصوصی کیلئے درخواست دعا

(۱) مکرم جناب چودہری غلام حسین صاحب سفید پوش نے سینتیس روپے آٹھ آنے اپنی گرہ سے نصف قیمت پر پانچ ایسے اصحاب کے نام اخبار جاری کرنے کے لئے عنایت فرمائے ہیں۔ جو یہ وعدہ کریں۔ کہ کم از کم چار یا پانچ غیر احمدیوں کو روزانہ اخبار پڑھ کر سنایا کریں گے جو دوست یہ وعدہ کر سکیں۔ وہ اپنی اپنی درخواستیں جلد مینیجر الفضل کے نام ارسال فرمائیں۔ ان کے نام سال بھر کے لئے الفضل جاری کر دیا جائے گا۔ سب سے پہلے آنے والی درخواستیں منظور کر لی جائیں گی۔ اس کے علاوہ چودھری صاحب نے ایک خریدار بھی مہیا کیا ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔ اور ان کی یہ قربانی ان کے لئے موجب برکت ہو۔

(۲) جناب چودھری اعظم علی صاحب سب جج ڈیرہ غازی خاں نے اپنے ہاں ولادت فرزند کی تقریب پر ایک صاحب کے نام اپنی گرہ سے ایک سال کے لئے الفضل جاری کرایا ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود کی عمر دراز کرے۔ اور خادم دین بنائے

(۳) جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب زندان نے اپنے فرزند منیر احمد کی صحتیابی پر پانچ روپے اعانت فنڈ میں بھیجے ہیں۔ اس سے تھوڑا ہی عرصہ قبل آپ پندرہ روپے اعانت فنڈ میں بھیج چکے ہیں علاوہ ازیں آپ نے ایک خریدار بھی مہیا کیا ہے۔ احباب ڈاکٹر صاحب اور ان کے اہل وعیال کے لئے دعا فرمائیں۔

(۴) میاں عبد المالک صاحب میڈیکل سٹوڈنٹ امرتسر نے اڑھائی روپے اعانت فنڈ میں دیئے ہیں۔ جزاکم اللہ۔

(۵) مولوی خلیل الرحمٰن صاحب مولوی فاضل صوبہ سرحد میں اشاعت "الفضل" کے لئے بہت کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس وقت تک کئی خریدار دے چکے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

موجودہ حالات کے لحاظ سے "الفضل" کی اشاعت بڑھانا جسقدر ضروری ہے۔ وہ کسی پر مخفی نہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اس طرف احباب کو متوجہ کر چکے ہیں۔ ہر احمدی بھائی کا فرض ہے۔ کہ اس کے لئے کوشش کرے۔ جو دوست اس بارہ میں سعی فرمائیں گے۔ ان کے اسماء شکریہ کے ساتھ درج اخبار کئے جائیں گے۔ مینیجر "الفضل"

محلہ دار السعت میں تعمیر مسجد کی ضرورت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ریلوے لائن سے پرلی طرف جس محلہ کی بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھی تھی۔ اور جس کا نام حضور نے دار السعۃ تجویز فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بسرعت ترقی کر رہا ہے۔ تھوڑے سے عرصہ میں درجن سے زیادہ مکان تعمیر ہو چکے ہیں۔ اور اب مسجد کی ضرورت سختی سے محسوس کی جا رہی ہے۔ لیکن محلہ کی آبادی ابھی اس قابل نہیں ہوئی کہ مسجد کے تمام و کمال اخراجات برداشت کر سکے اس لئے نظارت بیت المال نے اجازت دی ہے کہ قادیان کے دوسرے محلوں کے اصحاب جو خوشی سے اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لینا چاہیں۔ ان سے امداد حاصل کی جا سکتی ہے چنانچہ حسب ذیل رقوم نقد وصول ہو چکی ہیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ ۵۰ سید صادق علی صاحب عہ۔ قاری غلام مجتبیٰ صاحب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل عہ چودہری ظہور احمد صاحب عہ چودہری اللہ بخش صاحب عہ عبد الرحیم صاحب دیانت سوڈا فیکٹری ۲ منشی محمد الدین صاحب عہ سید محمود عالم صاحب عہ منشی عبد الرحیم صاحب عمر قاضی نور محمد صاحب عہ محمد یونس صاحب گرجا عہ محمد عبد اللہ صاحب بڈھریر ع عبد الواحد صاحب دوکاندار عہ سید سردار حسین شاہ صاحب عہ مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ افریقہ عہ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی عہ قاضی عبد الرحیم صاحب بھٹی ۲ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر عہ سردار

مفید اور ارزاں لٹریچر طیار ہے

۲۹ ستمبر ۱۹۳۵ء یوم التبلیغ

کیلئے احباب کو ابھی سے پوری طیاری کر لینی چاہیئے۔ مندرجہ ذیل آٹھ ٹریکٹوں کا سٹ تقریباً تمام اہم مسائل پر مشتمل ہے۔ قیمت ہر یک صرف پانچ آنہ فی سیکڑہ

۱. فتح اسلام — مؤلفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ
۲. وفات مسیح پر دلائل قرآن و حدیث سے
۳. مسیح ناصری دوبارہ نہیں آسکتے
۴. مدعی مسیحیت و ماموریت کی شناخت کے معیار
۵. اس زمانہ کا مسیح و موعود کون ہے
۶. حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی
۷. کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے
۸. انبیاء علیہ السلام پر اعتراضات کا حل

عقائد احمدیہ

اس مفید عام رسالہ کا چوتھا ایڈیشن بغرض اشاعت عام نہایت ارزاں تیار کیا گیا ہے اس رسالہ میں ان تمام غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رو سے تسلی بخش ازالہ کیا گیا ہے جو حضرت صاحب پر توہین انبیاء و توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام و اہلبیت کرام و بزرگان عظام کے الزام کے متعلق مخالفین سلسلہ پھیلا رہے ہیں۔ اور اس صحیح تعلیم اور عمل کو پیش کیا گیا ہے جو احمدی جماعت کا ہے۔ آجکل ایسے رسالہ کی بکثرت اشاعت ازبس ضروری تھی۔ پہلے اسکی قیمت ۶ر تھی اب صرف ۲ر رکھی گئی ہے اور ایک سو کے یکمشت کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار

تبلیغی پاکٹ بک

ہر ایک دوست کی جیب میں ضرور رہنی چاہیئے اس کے جدید ایڈیشن کی تعداد بھی تھوڑی رہ گئی ہے جن دوستوں کے پاس نہیں یوم التبلیغ کے دن سے پہلے پہلے منگا لیں۔ قیمت قسم اول مجلد ۱۲ر قسم سوم مجلد کپڑا ۱ر

انکے علاوہ مندرجہ ذیل نہایت مفید اور مؤثر تبلیغی رسالجات کی بھی بیحد رعایتی قیمت لگا دی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریریں

زندہ نبی — اصل قیمت ۸ر رعایتی ۸ر فی صد
کلمہ طیبہ پر تقریر اصل ۲ر فی رعایتی ۱۲ عدد فی روپیہ
زندہ نبی اور زندہ مذہب اصل ۵ر رعایتی ۶ عدد ۸ر
اسلامی اصول کی فلاسفی ۲ر فی روپیہ ۱۰ عدد
درثمین اردو مکمل فی سیکڑہ چھ روپیہ
تفسیر سورہ والعصر رعایتی فی سیکڑہ دو روپیہ
اسلام اور یورپ کے علوم جدیدہ اصل ۱ر رعایتی ۴ عدد (فی روپیہ)

نادر متفرق تبلیغی لٹریچر

تائید حق نہایت مؤثر اور دلچسپ قیمت ۵ر رعایتی (فی صد ...)
چیلنج دربارہ امام الزمان فی سیکڑہ چھ روپیہ
اشتہار آخری فیصلہ مولوی ثناء اللہ فی صد ۸ر
اہل اسلام کسطرح ترقی کر سکتے ہیں فی صد چھ روپے
احسانات مسیح موعود فی سیکڑہ دو روپے
احمدیہ جوبلی بلڈنگ اصل ۱ر ۱۲ عدد فی روپیہ

کتاب گھر قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شملہ ۴ ستمبر۔ آج صدر نے لیجسلیٹو اسمبلی کو اطلاع دی۔ کہ گورنر جنرل نے سٹر کے ایل گابا کی مسجد شہید گنج کے متعلق بحث کرنے کے لئے تحریک التوا کو نامنظور کر دیا ہے۔ نامنظوری کی وجہ گورنر جنرل نے یہ بتائی ہے۔ کہ اس مسئلے کو زیر بحث لانا پبلک مفادات کے منافی ہے

جنیوا ۴ ستمبر۔ پرزور افواہ ہے کہ اطالوی گورنمنٹ ۴ ستمبر کو وزراء کی کونسل کا انعقاد کرے گی۔ جس میں اڈووا (علاقہ ابی سینیا) کی جانب پیش قدمی کا فیصلہ کیا جائے گا۔ حلقہ ہائے لیگ میں امید کی جاتی ہے۔ کہ کونسل سائینور مسولینی کو جنگ سے احتراز کرنے پر زور دے گی۔

برلن ۴ ستمبر۔ برلن کی ایک اسلامی ایسوسی ایشن نے یوروشلم کی اسلامی کانگرس کو ایک بحری تار ارسال کیا ہے۔ جس میں اٹلی کے مال کا بائیکاٹ کرنے کی درخواست کی ہے۔

لنڈن ۴ ستمبر۔ اگرچہ حکومت حبشہ تیل و معدنیات کی مراعات دینے کے متعلق اپنے رویہ میں تبدیلی کرنے کی خواہاں نہیں۔ لیکن حکومت صوبجات متحدہ امریکہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ مراعات کو منسوخ کر دیا جائے گا۔

سری نگر ۴ ستمبر۔ وزیر اعظم کشمیر نے حکم جاری کیا ہے۔ کہ ریاست میں کسی ملازم کو کونسل کے حکم کے بغیر ملازمت سے علیحدہ نہ کیا جائے۔ وزیر اعظم کرنل کالون چار ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں ان کی جگہ سر برجور لال وزیر اعظم ہونگے

کلکتہ ۴ ستمبر۔ آج صبح ۷ بج کر ۱۴ منٹ پر زلزلہ کا زبردست جھٹکا محسوس ہوا۔ زلزلے کا آغاز کلکتہ سے ۲۴۰ میل کے فاصلے پر ہوا۔

جیکسن ول (فلوریڈا امریکہ) ۴ ستمبر کیوسٹ کے قریب جزیروں میں طوفان آنے سے ویٹرنز کیمپ میں ۷۵ اشخاص ہلاک اور ۴۷ مجروح ہوئے۔

جے پور ۴ ستمبر۔ رام گڑھ کے ایک غلہ کے سٹور کو جو کہ بہت عرصہ سے بند تھا۔ دو اشخاص نے کھولا۔ دونوں فوراً زہریلی گیس سے بے ہوش ہوگئے۔ اور فوراً مر گئے۔

کوئٹہ ۴ ستمبر۔ کھدائی کا کام سب سے پہلے بردس روڈ پر شروع کیا جائیگا قابل انتقال جائداد کے مالکوں کو جن کے ایڈریس کا حکام کو علم ہے۔ کوئٹہ میں داخل ہونے کے اجازت نامے دئیے جا رہے ہیں۔ دوسرے لوگوں کو اپنے ایڈریس کلیمز کمشنر کو بلاتاخیر بھیجنے چاہئیں تاکہ انہیں اجازت نامے بھیجے جائیں مالکوں کو ۱۰ اور ۱۲ ستمبر کے درمیان کوئٹہ پہنچنا چاہئیے۔

لاہور ۴ ستمبر۔ گوردوارہ شہید گنج سکھوں نے ایک جلسہ منعقد کیا جس میں ایک ریزولیوشن کے ذریعہ مسلمان نمائندوں کے جلسہ منعقدہ راولپنڈی کی مذمت کی گئی۔ اور کہا گیا۔ کہ جب تک ایک سکھ بھی زندہ ہے کوئی غیر سکھ مسجد شہید گنج میں زبردستی داخل نہیں ہوگا

الہ آباد ۴ ستمبر۔ مسز کملا نہرو کی صحت کے متعلق ایک تار مظہر ہے کہ وہ کافی خوراک نہیں کھا سکتیں اور روز بروز زیادہ کمزور ہوتی جا رہی ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو آج بذریعہ ہوائی جہاز یورپ روانہ ہوگئے ہیں۔

سالٹ لیک (امریکہ) ۴ ستمبر سر میلکم کیمبل نے اپنے طیارہ "بلیو برڈ" سے ۲۷۲۔۸۱۶ میل فی گھنٹہ کا سابقہ رفتار کا ریکارڈ توڑ دیا۔ انہوں نے ایک گھنٹہ میں ۲۹۹۔۸۷۵ میل کا سفر طے کیا۔

راجشاہی ۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ صدر کانگرس نے ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کی تاریخیں بدل دی ہیں۔ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ۱۴ تا ۱۶ اکتوبر ہوگا۔ اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس ۱۷ اور ۱۸ اکتوبر کو ہوگا۔

چٹاگانگ ۴ ستمبر۔ چٹاگانگ کے ایک حصہ میں بنگالی زبان میں چند سرخ اشتہار چسپاں پائے گئے۔ اشتہار دو قسم کے تھے۔ ایک میں طالب علموں کو دہشت انگیزی پر اکسایا گیا تھا۔ دوسرے میں دہشت انگیزی کے مخالف زعماء کو تشدد اور ہلاکت کی دھمکی دی ہوئی تھی۔

شکارپور (سندھ) ۴ ستمبر۔ دریائے سندھ کا ایک بند ٹوٹ جانے سے علاقہ میں زبردست سیلاب آنے کی قبل ازیں اطلاعات دی جا چکی ہیں اب معلوم ہوا ہے کہ صورت حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔

عدیس آبابا ۴ ستمبر۔ چند روز سے حبشہ میں جنگ کی تیاریاں اور افواج کی ترتیب و تشکیل زوروں پر ہے۔ گرانڈ چیمبر لین اوف دی کورٹ دس ہزار کے ایک لشکر کی عنان قیادت لینے کے ہمراہ جا رہے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کی ایک فرم سے بڑی بڑی گنیں منگائی جا رہی ہیں۔

گوجرانوالہ ۴ ستمبر۔ جھٹکا سے پیدا شدہ فرقہ وارانہ کشیدگی اب رو بہ اصلاح ہے۔ کل پولیس نے ایک بچھڑا مارا ہوا پایا۔ جس کے متعلق متفرق افواہیں پھیلی ہوئی ہیں۔

پیرس ۴ ستمبر۔ اطالیہ اور حبشہ پر مشتمل کمیشن نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ حادثہ والوال کے سلسلہ میں کوئی اخلاقی یا مالی ذمہ داری نہ اٹلی پر رکھی جا سکتی ہے نہ حبشہ پر۔

ٹوکیو ۴ ستمبر۔ جاپان کے وزیر حربیہ جنرل میاشی کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا ہے۔ ان کی جگہ سپریم کونسل جنگ کا ایک رکن مقرر ہوا ہے۔

نئی دہلی ۳ ستمبر۔ سبزی منڈی کی مسجد اللہ ہو میں ایک نیا امام عبد اللہ نامی مقرر کیا گیا تھا۔ وہ آج حجرے کے اندر قتل شدہ پایا گیا۔

امرتسر ۲ ستمبر۔ حکومت پنجاب نے قانون انتقال اراضی کی ایکٹ ۱۳ سن ۱۹۰۰ء کی دفعہ ۴ کے مطابق ۳۰ اگست کے گزٹ میں اعلان کیا ہے کہ امرتسر۔ گورداسپور۔ سیالکوٹ کے اضلاع کے گگے زئیوں کو زراعت پیشہ قرار دیا جاتا ہے۔ گگے زئی حلقوں میں اس پر مسرت اور اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

شملہ ۴ ستمبر۔ اسمبلی میں سیٹھ گووند داس کے سوال کے جواب میں سر ہنری کریک نے بیان دیا۔ کہ ۳۵ سنہ ء کے دوران میں ۲۷ اخبارات سے ضمانت طلب کی گئی کل زر ضمانت ۳۵۹۰۰ روپے ہوا۔ جن اخباروں کی ضمانتیں سن ۱۹۳۱ء کے پریس آرڈی ننس کے بعد ضبط کی گئیں ان کی تعداد سترہ ہے۔

شیلانگ ۴ ستمبر۔ آسام کونسل کے آئندہ اجلاس میں خان صاحب مولوی محمد علی صاحب کا ریزولیوشن کہ صوبہ کے ہائی سکولوں اور کالجوں کے نصابوں میں دینیات کی تعلیم بھی داخل کی جائے زیر بحث لایا جائے گا۔

امرتسر ۴ ستمبر۔ گیہوں تیار ۲ روپے ۳ آنے ۳ پائی۔ نخود تیار ۲ روپے ۳ پائی۔ دیسی کھانڈ ۹ روپے ۸ آنے۔ بنولے ۲ روپے ۱۰ آنے دیسی سونا ۳۵ روپے ۹ آنے دیسی چاندی ۶۰ روپے ۱۲ آنے ہے۔

شیخ محمد صادق بیرسٹر ممبر پنجاب کونسل نے کونسل کے آئندہ اجلاس میں اس مطلب کا ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ کہ صوبہ پنجاب میں تلوار کو ایکٹ اسلحہ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

بانی آریہ سماج کی ہتک کرنے کے متعلق ہاپوڑ میں ایک آریہ سماجی نے ایک سناتنی پنڈت پر مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ بناء مقدمہ یہ ہے کہ ملزم نے رشی دیانند پر جھوٹے الزام لگا کر دماغی تکلیف پہونچائی۔ اور میرے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی